

M. B. Khan Artist

مطبع دستان المطابع پریس لکھنؤ وکٹوریا اسٹریٹ میں باہتمام حکیم محمد ممتاز حسین مالک و اڈیٹر چھپ کر شائع ہوا

Lucknow

قیمت فی پرچہ ۲ر

مینیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد وضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہر حال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی للعہ سالانہ قیمت لیجائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اس میں آپکے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچے میں آپکے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچے کے مضامین آپکے مفید مطلب و مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ انجیر شاہ السلام علیکم۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا بھی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انھیں لازم ہے کہ چھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروا لیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف آئین ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گم و غیب ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے حاضر روں خریداروں کے دو لتخانہ پر نیاز مند منیجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کرلی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین اودھ پنچ کی مسلکی پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شائع نہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اُن میں نہ ہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ ان کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۳ مضامین غیر نمبر ۴۱

۳۰ نومبر ۱۹۳۰ء

حکایات میں تصرف

(افسانۂ عزیز و عزیزہ)

الف لیلہ و لیلہ عربی کی مشہور کتاب ہے جسے انگریزوں نے ایک شخص کو لقب دیا ہے اور دنیا کے نے اپنی اصلی زبان میں بھی منتقل کیا ہے۔ اس میں سلسلہ وار بہت سی قصص و حکایات کا ایسا مجموعہ ہے جس کو پڑھنا لازمی ہے وہ خود اپنے ملک میں کہیں بھی پڑھ سکیں اور جن کی حسن و خوبی ہے۔ اور وہ انگریزی ترجمہ میں بھی ہیں، جن میں بعض ایسے ہیں کہ ہر بچہ بچہ کو وہ حرف بحرف سے معلوم رہتے ہیں بلکہ زبان زد ہیں قابل ہے۔ بعض انگریزوں کی حمایت میں حکایت ایسی ہی بیان کی گئی ہیں اور کتاب الف لیلہ منقولہ سے جن میں پہلی مرتبہ انہیں لکھ سوسائٹی لکھنے کی کوشش سے بہرہ شیخ احمد یمنی شاعر شروانی صاحب تحفۃ الیمن آئی شخصا ہب تھے انگریزوں کے ملازم خاص جب جو انگریزوں کی شان کے خلاف تھا وہ انھوں نے خارج کر دیا اختیار قصہ مریم زنار ہے۔ قصہ قمر الزمان و جوہری تفت مرد و عورت ادریسی وغیرہ اس کتاب میں چھوٹی چھوٹی ادبی حکایتوں کا ایک طولانی سلسلہ ہے اور یک رنگ یا حید ونشہ کی بوجہ کی زبانی اخلاقی حکایتیں بھی ہیں مگر وہ سب لغت کی ہیں، کہ بہ جنت کے بعد صرف ایک شخص زردوزی چرہ کھانی ہے باقی اداری منجملہ حکایات کے چند حکایات کے متعلق اس میں ایک عجیب افسانہ ہے۔ ایسا ہی دیوانہ ہیں ایک عجیب افسانہ کم لوگوں کو معلوم ہوگا شعر کی وجہ تصنیف میں یاروں نے خلعت گھیر کر شادی جب لوگ کہتے ہیں کہ عشق نے بیمار پر ایک شعر کہا دوسرا شعر جا اکسی تجربہ وا سے تحریر کیا

اسی نکاح جو شادی، بالآخر اس حقیقت کا سبب حضرت عزیز نا لگ خاص افسانہ اس غرض سے ترجمہ دیا ہے کہ آ ج کل کے نوجوان محض ترجیحوں پر بنیاد ہونے کا انجی ذات سے بے ظاہر نہ ہیں حضرت عزیز نا لگ آخر ہی رہا ملاحظہ ہیں کہ شاید فرد و قمر پیدا ہیں نزاع یہ حشر ہو جو افسانہ کے ہیرو میاں عزیز کا ہوا۔ پڑھ کر کہو۔ آ ہیا! آ ہیا! آ ہیا!!!۔ -ایڈیٹر

شیخ صاحب ایک تھے میاں عزیز انکے چچا کی یتیم بچی کا نام تھا عزیزہ۔ میاں عزیز صاحبزادے تھے اور اپنے حسین سمجھے کہ عورتیں کیسی مرد بھی انکو دیکھ کے مچاتے تھے۔ گھر میں دولت و مال کی کمی نہ تھی۔ اچھی صورت ملی تھی بڑی دولت ملی تھی اب کیا آپ چاہتے ہیں کہ عقل بھی ملتی عقل عزیزہ کے حصے میں آئی جیسے کہ اسکا باپ قبضہ کر چکا تھا۔ غرض میاں عزیز جانتے ہی بے وقوف تھے جتنی عزیزہ عقلمند۔ عزیزہ بھی صورت تھی اس سے بڑھ کر حماقت ہوئی تو یہ کہ بے وقوف عزیز کو دل دے بیٹھی۔ عزیز کے والد بزرگوار عزیزہ کو مرحوم بھائی کی نشانی سمجھ کے دل سے زیادہ عزیز رکھتے تھے اور عادر گرامی انکے سگی والدہ بھی تھیں۔ عزیز اور عزیزہ نے ایک ہی جگہ پرورش پائی دونوں میں کبھی پردہ نہیں ہوا کیونکہ دونوں کی شادی پہلے ہی سے طے ہو چکی تھی۔ آخر بیاہ کا دن آ گیا۔ گھر میں شادیانے بجنے لگے شہر کے تمام رئیس اور تاجر بلائے گئے دعوت کا سامان ہوا قاضی اور گواہوں کے لیے وقت مقرر ہوا۔ نکاح کی رجسٹری کا قانون بہت قدیم ہے اگلے زمانہ میں بھی رجسٹری ہوتی تھی نکاح نامے کی ایک نقل منکوحہ کے پاس رہتی تھی ایک سرکاری دفتر میں۔ میاں عزیز حمام روانہ ہوئے۔ جمعہ کا دن تھا وشاید اسی وجہ سے مشہد وشتی کی عورتیں جمعہ کو نکاح کے لیے سعد خیال کرتی ہیں۔ لوگ بعد نماز جمعہ کے مکان پر جمع ہوئے مگر میاں عزیز حمام کیا گئے عید کی طرح بھری سے چپ گئے۔ شام تک انتظار ہوا آخر مہمان کھانا پی کے رخصت ہوئے قاضی کا ظرف ہی کے عوض میں خدا نے سے محروم، ہاں اتنا کہ گواہ کی گت ہوئی گر انعام نہ پا سکے، اپنا سا منہ لے کے واپس۔

حاشیہ نکاح نامہ سادہ ہی رہا۔ عزیز کے والد نے قسم کھائی کہ اب سال بھر تک اس نامعقول لڑکے کی شادی نہ کروں گا۔ مگر سب حیران تھے کہ آخر میاں عزیز تھے عزیزہ پر سبب گم گشتہ کہاں جا کر بیٹھے خود عزیز نے شام کو اپنی عزیزہ سے ماجرا بیان کیا کہ حمام سے فراغت کے بعد انھوں نے لباس پہنا تو ہلکا جیسے بوں کی دھونی لی عطر لگایا غلاموں سے کہا تم سب کپڑے لے کے آگے جاؤ میں اپنے ایک دوست کو ساتھ لے کے آتا ہوں۔ والد صاحب کو انھیں پیام بھیجا دینا بھول گئے۔ آپ جانیے شادی خود ہی عقل کی سے دور ہے مگر اس حماقت کا حال بعد مدت کھلتا تھا اسی شب بالائی معاملات کی بھی تعریف یہ ہے کہ وہ ہوتے نادان ہوتے ہیں۔ خود خیال کافی ہیں:۔

"بنرا ہے نادان تو کر شہ لال پگی"

اگر مرد نا بھی داخل حماقت ہے تو پھر گرنا نہ عقل سے خالی از حماقت ہے گا۔ میاں نادان بیچارے اپنے دوست کے گھر کا راستہ بھول کے کسی بے جانے بوجھے کوچہ میں جا رہے۔ یہ بھی خیال نہ آیا کہ جاتے کہاں ہیں۔ نماز جمعہ کا وقت آ گیا اور گھر سے ملتا تھا نہ اسی جامع سے نکلے تھے۔ تنی ستیا بیتی ہوئی شادی تو پسینے میں ڈوب گئے۔ نکاح کی بجاری جھول جھیک کے عرق چین بن گئی رومال جیب سے نکالا ایک دکان کے چبوترے پر بچھایا دیوار کے سایہ میں بیٹھے بیٹھتے ہی عجاب میں ٹھنڈک جو پہنچی تو تمام جسم فرحت بخش کی ڈوشی بن گیا۔ بوکھلاہٹ کا بڑا ہو کسی طرح یاد نہ آیا کہ رومال کہاں ہے۔ رومال چبوتروں کے نیچے دبا تھا دباؤ کی حماقت کہ بولا کہ میں یہاں ہوں۔ مجبوراً قبا کے نیچے سے کرتے کا دامن کھینچا کہ پیشانی کی رو کے کا پانی آنکھوں کے مانند ہے (باصطلاح دہقانی) میں نہ گئے۔ اتنے میں ایک ریشمی سفید رومال عطر سے مہکتا ہوا کسی نے کوٹھے سے نیچے اس طرح تاک کے پھینکا کہ گود میں گرا۔ رومال کھڑکی سے ایک دھجی تھا کھینچتا ہوا گرا تھا گردن اونچی کرتے ہی نگاہ کا نشانہ اس خط کے سہارے پھینکنے والی کے سرو قد پر جا کے قابلیت کھانے لگا۔ اف! اس نیچی کھڑکی کے بیچ کھلتے

میں ایک متحرک تصویر دکھائی دی ۔ اسیر ہوئے دو کی کنڈلی سے آ کے الف نے سانپ کی طرح پھن بلند کیا اُدھر نازک نازک دہانے کی آنی میں کمر کی ڈنگی لہرائی ہوئی داخل ہوئی ۔ پھر سایہ دو ہتھے دانگلیاں لام الف کی طرح کھڑی ہوئیں اور بیچ کے گنبد سے بچے ہوئے میاں دروازے کے بازو ڈال کر استادہ ہو کے عاشق ناظر کی آنکھوں میں پھر گئیں ۔ ہوا کی تجدید جوان قبر آن قبر نہ بننے دیتا ۔

نئی صحبت مبارک ہو ۔ میاں عزیز دل گزرنے کے انتظار میں گھڑیاں گنتے گئے مہر و شباب سے ہاتھ ملا خیر کہ اُدھر سرکو رکھ کے بیٹھے عزیز پیاسی نگاہیں دیکھی رہی ۔ غرض مصیبت کی گھڑیاں گزریں ۔ وعدے کا دن آیا بیچاری نے ہاتھ اُٹھا کر بے تحاشا دولہا کے دست کیا ۔ حضرت نے اسی بہانہ سے بر سر بالا تھوڑی دیر کے بعد عشق کے منزل کی کھڑکی کھلی صحن صورت دکھائی دی ۔ آنکھیں سے کوئی لال رنگ کا رومال تھا ۔

دل اسی دکان پر بیٹھے آئینہ دکھ کے سوار ہو کر دن کو اودھ کی گلی ... رنگ ... پر دالان بیٹھے ہوئے کبھی جاتے کبھی بیٹھتے کبھی اُٹھے مگر وہ دن رات اُن کی وعدہ خلافی صورت دیکھی ۔ آرام سے غرض دلی جنا غنڈہ پن شیطان شیطان کرکے پیچ و تاب ہو کے ... میاں عزیز نے کھلا کی طرف ساتھی ہوئے رنگریز کی دوکان پر تخت پر بیٹھے ۔ مگر رنگ کھڑکی کی کوئی اشارہ جواب نہیں دیکھی تو اپنا سامنہ لے کے گھر آئے ۔ بستر پر سے اُس کی صورت دیکھی سے آنسو بہا بیٹھے ۔ معشوقاں کو عرض کی زبردستی مسکرائی ادھر کو قریب آئے ۔ اس لئے کیونکہ محبوب کو بڑے ناز سے اٹھایا ۔ بیگم کے طعن کرتی ہے ۔ رات جو واسطہ تو وہ خوب چبوترے کے نگینوں فرش پر سر کے بل گری ۔ ... خدا ... ریشم والے رومال میں بھرا ... پاک کیا اپنی باندھی اور ... کرمیں نے طعن و تشنیع کی راہ سے یہ جملہ نہیں کہا ۔ ... بچا نہیں ... معاف کرو اور ... میاں بظاہر عزیز ساتھی ... مناسب ۔ کبھی کھڑکی آج پچھلا کھڑکی نہ کھلی آرزو ... بگڑ گئی ... دیکھا ۔

میاں عزیز کچھ ایسے محو و غافل تھے کہ کھڑکی کے پٹ بند ہوئے اور آفتاب کے دریچۂ مغرب میں منہ چھپا گیا ۔ آنکھیں جو رُکے میں کسیل کی جوت جلی گئیں ۔ آخر ... کہ تر ... بیکار سے گھر لوٹ آیا ۔ رومال کی گرہ ہاتھ میں ... اور دستار ... محبت ... محبوب ... کا منظوم ... یا ... دل کا ... کھلیوں کی ... کے ... محبت ... میاں عزیز ... پڑھنے کی ... میاں خود ہی ... جواب کیا دیتے ۔ پھر ایک گوشے میں اپنی بدنصیبی پر آنسو بہا رہی تھی ... بچکے ... آکے ... ہوش ... حواس ... حال پوچھا ۔ ... پیش کیا ۔ ... عاشقی اور ... کہا یاد ... خوش ہونے کے ... پوچھا خیر ... آئی ادھر ... نہ رکھنے سے یہ مراد ہے کہ تم بہت ... اپنی ... آپ چھپائی ہے درحقیقت ... جانے کا ارادہ رکھتی ہو ... اس بات کا اشارہ ہے کہ دو دن کے بعد آنا تو گلی سے ... گی ۔



عربی مثل اجاء البرد و الجبات

جاڑے صاحب کی آمد و اجلال

نچوڑ کے پھیلایا سر جھکایا آئینہ ... کی جگہ آتی ... کے سینے پر ... تنہائی میں ... کے بعد میاں بر ... گھر کی طرف ... آتے ہی عزیز ... کے بعد ... حال پوچھا ۔ اشاروں کی گتھی ... گلی میں کسی رنگریز کی دوکان سے آج ...

... کیا ... میاں ... کھانے کے ... تو ... عاشق ... کرتے ہیں ... خاموش ہو گئی ... جو ... چند ساعت کے بعد اشارہ ... کی ... بھول ...

آئینہ تھا اسے خلوت میں رکھ کے پیچھے پھسلا ایک گھاس بھری ٹوکری ہتھیلی پر رکھ کے بال کھولے دوسرے ہاتھ میں قندیل اٹھا کے ٹوکری پر سایہ ڈالا چپ تھی کیے اور اپنی راہ لی۔ عادت تھی وقت تھے کہ کہلائی کے پہنے نہ ہونے کے بعد کھلنے کا نام نہیں لیتی مبہم اشاروں نے عزیز کے دل ہلا دیے واپس آئے اور سنگیں سے ان اوراق کی تعبیر اٹھا کہ جب آئینہ بہر خلوت مغرب میں ادر پوش ہو چلی شب اپنی زلف بکھرائے آرہی ہے مکان پہ بائیں طرف ہے گذشتہ باغ میں کسی جگہ قندیلیں لٹکی ہیں وہاں پہنچو اور انتظار کرو۔ خوش ہو کر وہ واد بہار کی بیگم کے عزیز نے آہ کی زمین شیدا پر ہاتھ رکھا اور چند گرم گرم آنسو بہانے کے بعد اپنی خدمت گذاری میں مصروف ہو گئی۔ سر شام میاں صاحب چلنے پر آمادہ ہوئے تو اس نے کہا خدا حافظ مگر ایک بات سنتے جاؤ بھول نہ جانا جب شب بخیر تم اپنا شعر کا لا کر کے لیٹنے کا ارادہ کرنا تو یہ شعر پڑھنا اور انتظار کرنا کیسا جواب ملتا ہے ؎

(ہائے) انصار العشاق اللہ خیر ہو (۱)
(۲) شغف عشق بالعشق کیف یعنہ

عشق کے پھندے میں گرفتار ہونے والوں خدا کے لیے بتاؤ کہ جب کسی بھلے مانس کو عشق ستاتا ہے تو وہ کیا کرے عاشق تو ہیں آتے یہ سوال دیکھا جب سے وہ پر بھی تو چپ سے کہہ دیتے کہ عقل و ہوش کیا معنی کہ ایسے بیہودہ کی بھی سزا ہے شکر کا مقام ہے کہ "الحمد وز وجہت" کی خلقی زنجیر میں ابھی تک پاؤں نہیں پھنسا ہے اسے غنیمت سمجھ۔

الغرض عزیزہ نے جو کچھ بتایا تھا انھوں نے حرف بحرف صحیح پایا۔ مارے خوشی کے پھول گئے اپنی ہستی بھول گئے۔ بائیں طرف باغ آراستہ تھا گنجان باغ میں سنگ مرمر کے چبوترے پر نرم نرم قالین بچھے تھے خواب میں ہر طرح کے لذیذ کھانے چنے تھے بیچ والی کی ہوائیاں رکھی تھیں دل کو تھوڑا سا سکون ہوا جبر شکر کی ؎

ستم گرستہ وخانہ شاہی۔ پنجاں

پہلے تو میاں کو شرم ہوئی مگر بعد کو صبر نہ ہو سکا۔ اللہ دے بندہ ہے۔ بھونے تیتر اڑا دئے دکھائے کباب کی تاب پر عشق کی جھانجھ اتاری۔ حلوہ چٹ کیا۔ شراب زہر مار کی۔ ناکوں ناک رو رخ بھرا اور کاہلی اور لمبی تانی۔ ناگاہ آسانی کو سنتے آفتاب کی گرم گرم جھاپ بلند ہوئی سینے شعاع آنکھوں میں گھسی گھبرا کے اٹھے تو خیمہ نہ باغ میں تھا نہ بچھونا نہ تکیہ۔ نہ قندیل نہ شمع۔ گل وریحان کی لاش ابھی بھی بکھری ہوئی پڑیاں ادھر ادھر۔ کتوں اور کنگوں میں گھماسان چھپے۔ سینے پر ایک ٹنک کی ٹوپی اور ایک بڑا سا گولا جو ان داد دی کے کوڈ سے سیدھے گھر کی طرف بھاگے اور آتے ہی عزیزہ کے گلے کا ہار ہوئے۔ وہ بدستور پٹی سر میں باندھے ایک ہاتھ آنکھ پر رکھے گریہ وزاری میں مشغول تھی انھیں دیکھتے ہی آنسو پونچھتی روڑی اور کہنے لگی ؎

ز رو نکہ وجاہ سکندری من ور رسم وراہ قلندری
اگر آں خوش است تو بر خوری وگر ایں بدست مرا سزا

میاں سودا سر پہ سوار خاموش بہ سی گون کرے ٹک ادر کرنے کے سوا کچھ یاد ہی نہ تھا اجرا کہا اور خارست کا مطلب دریافت کیا۔ وہ مسکرا کے بولی ٹک زبان کے مزے کی طرف اشارہ کرتا ہے یعنی لونڈے جو کھیلنے کھانے کے سوا کچھ کام نہیں اور کولے سے پہ مقصد ہے کہ عاشق ہوتے تو خمیدہ شاہی اب جاؤ منہ کالا

اعلان

قاری حافظ قرآن پانچویں مرتبہ پھر فرار ہو گیا

اسکی گرفتاری وز بی و فرض ہے۔ کہ منزہ وجا اول یا ہے ابو المعز قاری حافظ سید العریض احمد جلال شمالدین کے کل سامان اپنا۔ ۔ پنج بھونے بھائیوں کا اور پنجاں اپنا گا اور تمسور وہ پیہ لفقہ حرکہ سفر حج کے بیے باطنی مسلسلہ سب سے کر فرار ہو گیا جو شخص اسکو با ضابطہ گرفتار کرائے گا دس روپیہ انعام دیے جاوینگے اگر گرفتار نہ ہو سکے وہ میرے پاس لے کر آوے تو میں سفر خرچ اللہ دیتا ہوں دو روپیہ پیش کرونگا فقط و السلیم زیادہ کرم اود

المشتہر
یتی محمد دی مرد و دربار سکونت المنشا حکیم حال مقیم امام باڑہ ومیاں صاحب ومحمد و روکر وزنگی میاں بانات گور کھپور سالطہ یوپی

گرو۔ یہ کوکنے کی رواتی ہے عشق نہیں سمجھاتے دیکھو پھر کہتی ہوں کہ یہ عادت پہلے عورت کی سنگ ہے۔ تمہارے گورے چٹے بیسے بھی ہو آوارہ سے پیار کرتی تو نہیں مزید یہ ادکھی تو خدا نہیں یہ شہرے بچائے۔ میاں عزیز نے معدہ کے بل تھل بھرے کہ اب کیا کروں دل رو گئی۔ عزیزہ ملنگ کا ہوش میں آؤ نہ گھبراؤ آج پھر جانا وہی سامان نظر آئیگا مگر سو نہ رہنا ورنہ بنا بنایا گھر بگڑ جائیگا غرض تین روز تک یہی قرینہ رہا کہ میاں عزیز جاگتے رہنے کے قصد سے جاتے اور کھانے پر ہاتھ صاف کر کے خراٹے لینے پر سنگین پر خستہ اتارتے چوتھی مرتبہ ہوئے آئے تو چھاتی پر خنجر رکھے دیکھا سوتے تھے باغ کے اندر جاگتے تو پڑے تھے یا ہراس واقعی خواب کی تعبیر عزیزہ نے رو آنکھوں اور مسکراتے ہونٹوں سے یوں دی کہ آج اگر سوتے تو پھر حشر تک نہ جاگو گے۔ خنجر ہے اور تمہارا گلا۔ میرا کہا مانو ابھی سے پڑھ کے سو رہو شام کو لفظ نہ دھر کھانا پی کے سو جانا۔

وہ آئے غنچہ کو چٹخاتے ہوئے گل پر

خزاں کی پوشیدہ بشیر ہے اپشارہ ہے خزاں کی پیلی جھنکار یوں سر شپ ہو کہ جادوں طرف سے سب سب اپرے کی صدائیں ہیں کہیں خوشبو اور بھی کون ہے؟ اپنے بچلوا محموں میں ملک تیز دیتے ہی کہ جیسے کیپ گم کے تغزلی نبہ میں ہر نکی فوٹو کی دو وہ شیاں ہیں بہلا رکھے ہیں۔

آگے گلشن بہار سب تعمیر کیا ہیں فائدہ پھر مجاز جیب یں جگر دوگی نہیں بیک رنگ کے وزرکیں چاہیے ہر آج ہی وہ پیچ بہار کی خانداری کے بیے کراستہ ہو جائیے۔ خدا خروشتہ خادی کرب آرچہ نہیں اپست ہی کم رہ گیے ہیں۔ ۔ ۵ ۔ ۱۰ فہرست تین روپیہ تھے وقیمت سالانہ سے ملاقات کے پیچ ونمونہ کے واسطے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا ضروری ہے۔

مشتہرین۔ اپنے سائیر والطفت میں آ جا ہیں تو آرڈر دیا کریں۔ فائل یہ عجب کر شما زندگی دا

دفعہ نتیجے مشتہرات اسی تکمیل وجہ میں آذین پیچ کول بجے ہیں وہ دوسرے پرچوں کو سالہا سال کی کوشش کے بعد بھی نصیب نہیں ہوتے اور یہی اسکی مقبولیت اور کثیر الاشاعت ہونے کا بین ثبوت ہے)۔

ایجنٹس دیگر پرچوں کا تو اب حاصل کرنا چاہیں تو ہی شرح موقع سے فائدہ اٹھائیں اور فارم ایجنسی طلب کریں۔

مینیجر اینڈ پرنٹر پنچ بمبئی نمبر ۲۴

صبح ہوتے وہ آئے جی تھیں گلے سے لگائے گی بیاہ عزیز نے عزیزہ کے حکم کی پوری تعمیل کی۔ وہی ہوا کہ صبح ہوتے کنیزوں کے جھرمٹ میں وہ تعجب وارد ہوئی جو کچھ ہونا تھا ہوا۔ رخصت کے وقت عزیزہ کا بنایا ہوا شعر زبان پر آیا شعر نہ تھا مرثیہ تھا کہ سننے والے پر رقت طاری ہوئی اور اس نے جواب دیا ؎

بیداری ھواہ ثم یکتم سرہٗ

ویصبر فی کل الامور ویخضع

(اپنے عشق کا انجام سوچ راز چھپائے ہر بات پر صبر اور فروتنی کرے جب عزیزہ نے یہ جواب سنا تو چپکو چپکو روئی اور کہا آج یہ شعر اسے سنانا اور جو کچھ وہ کہے مجھ تک پہونچانا ؎

لقد حاول الصبر الجمیل لرجعہ

لہ غیر قلب فی الصبابۃ یجزع

(بارہا صبر کا ارادہ کیا مگر دل نہیں مانتا عشق و تمنا کی وجہ سے تڑپ رہا ہے) میاں عزیز نے حکم کی تعمیل کی اور اب انکی معشوقہ رومال آنکھوں پر رکھ کے فرقت کشیدہ عاشقوں کے حال پر پھوٹ پھوٹ کے روئی پھر کہا ؎

فان لم یجد صبرًا لکتمان سرہ

فلیس لہ عندی سوی الموت انفع

(صبر کے ذریعے سے راز عشق چھپائے نہیں چھپتا تو ایسے شخص کے لیے موت سے زیادہ کوئی چیز مفید نہیں) میاں عزیز گھر آئے تو دیکھا عزیزہ کی جان منزلوں پر ہے ماں سرہانے بیٹھی تیمارداری میں مصروف ہے مگر اس نے ہی وفا کہ عزیز کی صورت دیکھتے ہی مسکرائی اور کہا کیا جواب لائے۔ میاں عزیز نے شعر مذکور پڑھا سے سنتے ہی بیچاری کو غش آگیا اور بے اختیار زبان سے نکلا ؎

سمعنا اطعنا ثم متنا فبلغوا

سلامی علی من کان للوصل یمنع

(بہت خوب بہت بہتر پیام سنا اطاعت کو حاضر ہوں مرنا قبول ہے اس (رقیب) کو سلام پہونچا دو جو میرے معشوق سے دور رکھتا اور مجھے وصل سے روکتی ہے)

(باقی آئندہ اس بچہ کو زیادہ پڑھتے)

الف العنزعرف انفلوانزا

بہت کم لوگ اس بات سے واقف ہیں کہ میاں انفلوانزا صاحب بہادر دام ظلہ کا اصلی مسکن کہاں ہے۔ سنیے حضرت یہ ذات شریف درحقیقت عرب کے باشندے ہیں۔ عنز عربی میں مادہ بز کو کہتے ہیں۔ آہو سے مادہ پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے اور ڈنبی پر بھی جو اسکا نر ہے۔ اس مرض میں الف العنز سے مراد ہے بھیڑ کا دماغ۔ بھیڑ نزلہ کی بیماری میں ہر وقت مبتلا رہتی ہے۔ جیسے نزلہ زیادہ ہوتا ہے اسکے بارے میں یہاں کی عورتیں کہتی ہیں "اسکا جنم تو بھیڑ کا جنم ہے" یعنی فلاں شخص ہمیشہ نزلہ میں مبتلا رہتا ہے ذری سی ٹھنڈی ہوا لگی اور آچھیں۔ رینٹ کا سوتا جاری۔ حقیقت یہ ہے کہ اس جانور کا گوشت اور دماغ کے بیضہ معضر بے نزلہ کی ماں ہے۔ مرلی تازی بھیڑ کے بھیجے میں بھی ہزاروں کیڑے ہوتے ہیں کوئی شخص قربانی کی بھیڑ کا بھیجا نہیں کھاتا۔ سری پائے مہترانی لے جاتی ہے وہ بھی پھینک دیتی ہے۔ اسکی قیمت بکری کے گوشت سے بہت کم ہے۔ آجکل قصابوں نے یہ روش اختیار کی ہے کہ بکری کے داموں دھڑلے سے بھیڑ کا گوشت فروخت کرتے ہیں جس کا ادنیٰ اثر یہ ہے کہ ہر شخص کا جنم بھیڑ کا جنم ہو گیا ہے۔ آچھیں آچھیں آچھیں کہاں ہیں ماہرین علم کیڑیالوجی۔ اور اجارہ داران صحت عامہ یعنی میونسپل ہیلتھ افسر کیوں اس مصیبت کا انسداد نہیں کرتے لکھنؤ سے بچنے کی ہدایت فرماتے ہیں جس سے بچاؤ ممکن نہیں۔ مچھروں کی ٹانگ پر پہرا بٹھانا چاہتے ہیں جس پر تو بولنا محال مگر بھیڑ پر نظر نہیں فرماتے جس کی کلیجی اور بھیجا کیڑوں سے مرکب ہے اور یہ کیڑے نزلہ پیدا کرتے ہیں۔ اگر وہ چاہیں تو گوشت کا امتحان تحلیل کیمیاوی سے کر سکتے ہیں جھوٹ سچ کھل جائیگا۔ اسکا گوشت لزج بلغم سے بنا ہے۔ خون کو فاسد اور گاڑھا کرنا اسکا اصلی فعل ہے۔ خون کی جلتی گاڑی میں روڑا اٹکنے سے حرکت قلب میں فتور پیدا ہونا ایک آسان مسئلہ ہے

بھیجے کھانے کے پیچھے پڑے جیسے حکمت کی ضرورت نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس گلفت کے استعمال سے خلقت کمبخت روز بروز بھیڑ کا دھسان ہوتی چلی جاتی ہے۔ جس کسی نے ڈاکس بکرے کے پیچھے بہ سینہ تان کے دیکھی تو پالی بھولی الیہ (؟) ادھر کوئی پیں بیچ ڈالو پھر کہ سارا خلقت کو بھیڑ کیوں کھائے گی۔ بھیڑ کا گوشت بچہ بونے کے پیچھے وہ کسی طرح نہ جائے گی۔ جو قومیں سور کا گوشت کھاتی ہیں ان میں سور کے عادات و خصائل پیدا ہو جاتے ہیں وہی بے حیائی وہی سینہ زوری بہادری تو یہ ہے کہ شکاری نے ڈنڈا منھ میں دے دیا اب چاہے کچھ ہو جائے منھ نہیں کھلتا ڈنڈا چبا رہے ہیں اب بے حیائی تو یہ کہ جوڑا ہی اپنے سامنے کسی دوسرے عاشق سے کو جبا سے خوش فعلیاں کرتے نہیں دیکھ سکتا بر بھول کے رنگ میں بھنگ ڈال دیتا ہے۔ مگر سور کی کھالی قومیں خود اپنی مادہ سے غیر نرکا مشتنت دیکھ کے منھ پھیر لیتی ہیں۔ ہو گا ہی ہنس آدم مصافے کہاں نمیٹ ماس کے پیٹ سب ہی برابر ہیں۔

جو لوگ مقلدی بہ غذا کے اثر کے قائل نہیں وہ ذرے احمق ہیں انھوں نے شاید کیڑے کی جوں بلا اور گھٹل کا معائنہ بھی نہیں فرمایا جو اپنی غذا کی وجہ سے سفید و سرخ ہو جاتے ہیں۔ بس الف العنز (انفلوانزا) سے محفوظ رہنا مقصود ہے تو اسے بھیڑیا دھسان خلقت ورنہ خفقان بحث ہے دھلا ایول وہ منہ چھینک بیٹھے چھینک آفرو فرماتے آپ ہی چھینک پیٹ کے ناک پر چھینیں گے۔ آچھیں آچھیں۔

رودق

مفتی محلہ (دیکھل گھر (مسلح))

منطق آرا بیگم بنام تاجدار دکن

سنو شہریار بڑا ماننے کی بات نہیں۔ دوست بھی جو خلوص کو بگلسی پر ترجیح دے میرت کو دے بول تمھارے خوشامدی مزاج کو مصاحبوں کو بھی برے معلوم ہونگے اور ان اخبار نویسوں کو بھی جو اپنے مطلب کے لیے تمھاری عقل کی آنکھوں پر چھپان



"ہندوستانی بساطِ سیاست کا نیا مُہرہ"

(آمدِ دورِ اصلاحی میں ایک پرانے شعر کا مصرعہ یوں بدل گیا ہے، سرِ چشمہ شاید گرفتن بہ بیل، ہاتھی بھر سنا جلا کہ [illegible]
کونسل کی گنجائش رہے نہ چشمہ پُر ہونے پائے۔ [illegible])

ڈالنے کی فکر میں ہیں۔ انھوں نے یہ شیوہ اپنی سرکار سے سیکھا ہے وہ دیکھیں روپیہ خرچ کرکے تین عزت کمانا ہوا کرتی ہے جنھوں نے کبھی بوجیا نہیں ادری انھیں خان بہادر بنا دیتی ہے۔ یہ بھی خوشامد کے روپیہ سمیٹتے اور جیسے تاکتے ہیں تھوڑی دیر کے لیے امیر المومنین بنا لیتے ہیں۔ امیر المومنین کا لقب ایسا تھا کہ اگلوں کو بڑی مشکل سے ملا اور جنھوں نے اس لقب کی دوسرے سے چھیننے کی کوشش کی انھیں بڑی دقت بڑی مصیبت جھیلنی پڑی۔ بغداد کے آخری تاجدار خلیفہ مستعصم باللہ ابو احمد عبداللہ بن مستنصر کے زوال پر آج تک اہل دنیا خون کے آنسو بہا گئے ہیں۔ جب یہ خلیفہ ہوئے تو حسب معمول چتر شاعروں نے کہا ایک نے کہا حضور ظل اللہ ہیں دوسرے نے کہا ظل اللہ ہو گا تمہارے حضور کو سب طرح کی قدرت حاصل ہے خود خدا ان پر سایہ گستر ہے۔ خدا کا دیدار اس دنیا میں محال ہے تو اس کا جلوہ بھی دنیا والوں کی آنکھوں سے پوشیدہ رکھنا چاہیے۔ حضور رضا کے لیے آپ یوں نہ جانا اپنا منہ دکھایا کیجیے ورنہ جو حال طور پر موسیٰ کا ہوا تھا وہی ساری خلقت کا ہوگا۔ ان کمبختوں نے ایسے کان بھرے کہ حضور نے سیاہ ریشم کی جھالر دار ایک نقاب اوڑھ کر محل کے باہر نکلنا شروع کیا۔ جب گھر سے باہر ہوتے تھے تو گرد حرم ہوں یا لوگ نہایت ادب سے تجلہ بھی کرتے تھے۔ ایسی ہی ساری آن بان جاتی تھی کہ دربار کی دولت چند خوش نصیبوں کے سوا کسی کو میسر نہ آئی تھی۔ تاریخ والے کہتے ہیں کہ خزانوں پر جنکے مکان تھے وہ تیس تیس ہزار اشرفی تک کما لیتے تھے۔ حضور نے دولت کدہ کی ایک کھڑکی میں سیاہ اطلس کی ایک بڑی سی آستین لٹکائی تھی اور اسکے نیچے ایک سفید پتھر نصب کیا تھا جو شخص تقرب کا خواہشمند ہوتا تھا آستین کو کعبہ کی پوشش اور پتھر کو حجر اسود کی طرح بوسہ دیتا تھا۔

عیش و آرام کے اسباب کا ذکر ہی کیا۔ لونڈی غلاموں کے واسطے وہ سامان مہیا تھے کہ باپ دادا کو خواب میں بھی میسر نہ آئے ہوں گے بیگ مؤید الدین محمد بن عبد الملک منتقی وزیر اعظم اور حضرت سلیمان شاہ سپہ سالار اعظم تھے ایک لاکھ چوبیس ہزار زریں کمر غلام دار السلطنت میں حاضر رہتے تھے روپیہ تھا کہ اُبلی ہوئی دولت تھی۔ امیر المومنین ہوئے آسانی کے ساتھ مگر خوشامدیوں نے ایسی مشکل میں پھنسایا کہ توبہ! خدا دشمن کو بھی یوں بے بس نہ کرے۔ تاریخی واقعہ ہے تم تاریخ سے واقف ہو اسلیے کلام کو طول کیوں دے۔ میں تو صرف یاد دلاتی ہوں کہ ایسے جلیل القدر امیر المومنین پر کیا گزری۔ ہلاکو خاں نے ان پر قبضہ کیا۔ شہر میں آگ لگا دی محل اور خزانے پر دھاوا کیا باورچی خانے اور آبدار خانے کے طلائی نقرئی برتن جواہرات روپیہ اشرفی مانگے اور لشکر تھیلے کے تھیلے مارے مارے پھرے۔ ہلاکو خاں نے خلیفہ سے کہا کہ میں مہمان ہوں تم میزبان ہو جو کچھ خاطر داری کر سکتے ہو کرو۔ جو کچھ ظاہری دولت ہے وہ خزانہ خالی کے سامنے ہے اسکے نذر دینے کی ضرورت ہی کیا ہے اسے تب خود ہی لے لینگے۔ اب مخفی خزانہ دکھاؤ۔ اسوقت امیر المومنین اتنے گھبرائے ہوئے تھے کہ قفلوں کی کنجیاں نہ پہچان سکے تمام قفل توڑنے پڑے۔ ہلاکو خاں نے تمام بیش بہا جواہر بغیر لیے جانے اپنی فوج کو تقسیم کر دیے۔ گویا ریوڑیاں بٹ رہی تھیں۔ پھر کہا کہ یہ بھی ظاہری خزانہ تھا تب امیر المومنین نے ایک مقام کا اشارہ کیا زمین کھودی گئی ایک بڑا سا تالاب ظاہر ہوا جو سونے کی اشرفیوں سے بھرا ہوا تھا ہر اشرفی سو مثقال وزن رکھتی تھی۔

ایک زمانہ تھا کہ امیر المومنین کے والد خلیفہ مستنصر باللہ نے ایسے ہی بھرے ہوئے دو حوض جنھیں خلیفہ ناصر باللہ نے فراہم کیا تھا اپنی فوج کی درستی پر صرف کیے تھے۔ امیر المومنین مستعصم باللہ زر کی جُست تھے انھوں نے پھر ایک حوض بھر لیا۔ جب خلیفہ مستعصم باللہ قید ہوئے تو کھانا پانی بند کر دیا گیا بھوک بڑی بلا ہے نگہبانوں سے کھانا مانگا انھوں نے ہلاکو خاں کو اطلاع دی اُس نے پلیٹوں میں زر و جواہر بھر کے بھیجا اور کہا حضور بادشاہ روئے زمین جب اسے نوش فرمائیں۔ خلیفہ نے کہا یہ تو کھانے کی چیز نہیں ہے۔ ہلاکو نے جواب دیا کہ اگر آپ یہ چیزیں مناسب موقع پر صرف کرتے تو آج نان شبینہ کو محتاج نہ ہوتے۔ آزوقہ کا ذریعہ ہاتھ سے نہ چھنتا۔ خلیفہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ چپ ہو رہے۔ اے ہے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں انجام کا بیان نہیں کرنا چاہتی۔ ہاں اتنا سن لو کہ جب برا وقت آیا تو کوئی خوشامدی پاس نہ تھا جو ظل اللہ و سایہ کبریا کا ساتھ دیتا۔

خیر یہ تو سیکڑوں برس کا قصہ ہے۔ میری سوت نگوڑی نے میرے نواب کی عادت بگاڑ دی ہے اول تو شعر کہنے والے خوشامد کے عادی ہو جاتے ہیں دماغ کا گودا اسلیے پگھلاتے رہتے ہیں کہ کوئی واہ واہ کرے۔ دوسرے اس چڑیل نے خوشامد کے بگلے ایسے باندھ رکھے ہیں کہ وہ میری بات سے جلنے لگے ہیں میں بھلا کب خوشامد کرتی ہوں یہاں تو شروع ہی سے دو ٹوک بات کہنے کی عادی ہے۔ اچھا میرا دکھڑا ابھی بعد کو۔ ابھی حال ہی میں اخبار میں کا قدرداں نے امیر المومنین حاجی خورشید علی صاحب کے متعلق خبر چھاپی ہے کہ سال آتی سے انکے حوالی موالی انھیں امیر المومنین بنانا چاہتے ہیں۔ دیکھا تم نے اتنا سستا لقب ہے جو تمہیں بھی خوشامدیوں کی عزت عنایت ہو اور انھیں بھی اللہ جانتا ہے یہ سب لوٹنے کی ترکیبیں ہیں ورنہ درحقیقت اگر خیال کرو تو تمہاری ذات میں اتنی صفتیں بھی نہیں جو ہمارے حاجی صاحب میں اللہ پاک نے جمع کر دی ہیں۔

میں پوچھتی ہوں۔ تم جواب دو:-
کیا تم موٹے ہو؟
کیا تمہارے منہ پر داڑھی ہے؟
کیا تم ہو شاہی سالار کے مالک ہو؟
کیا تم انگریزوں کو برا بھلا کہنے کی طاقت رکھتے ہو؟
کیا تم تھیلا گلے میں ڈال کے چندہ مانگ سکتے ہو؟
کیا تم جانے چھپنے میں استاد ہو؟

تم ان سب باتوں کا جواب داہنے بائیں گردن

ہلکے ہو گئے کہ نہیں۔ ہاں ہاں۔ بیشک نہیں تو خدا کے لیے ان خوشامدیوں سے کہہ دو کہ جس حاجی صاحب کے مشاغل ہیں وہ خوشامد ہوتا پسند نہیں کرتا۔

دیکھو انہیں خوشامدیوں نے "بادشاہ اسلام پناہ" کہتے کہتے تمہاری ہندو رعایا کا دل تمہاری طرف سے پھیرا۔ ہاں [illegible] کا سبق تمہیں پڑھانا چاہا۔ یہ مشہور کیا کہ نظام کوئی انگریز حاکم اپنی قلمرو میں رکھنا نہیں چاہتے۔ آج یہ تمہیں امیر المومنین بننے کی پٹی پڑھاتے ہیں۔ دیکھیے ان باتوں کا انجام کیا ہوتا ہے۔ واللہ باللہ در پردہ یہ لوگ دشمنی کر رہے ہیں جس اخلاق سے انہیں بہرہ نہیں ملا۔ باقی کیا لکھوں تم خود ہی سمجھدار ہو۔ یقین ہے کہ اس میری تحریر سے تم بھی بیزار ہو جاؤ گے تو مجھے بیزاری کی پروا نہیں تم بگڑو چاہے تمہارے خوشامدی مگر ٹھنڈے دل سے میری بات پر غور کرو اور میں کچھ نہیں چاہتی۔

راقم

منطق آرا بیگم

المختصرات

بیگن پی یا بیگن پتے۔ بروایت خواجہ حسن صاحب [illegible] یہ خبر قابل اطمینان ہے کہ آیندہ اجلاس شیعہ کانفرنس منعقدہ سکھر [illegible] کی صدارت [illegible] بیگن پی فرمائیں گے۔ کیا معنی کہ بیگن ایک خوبصورت [illegible] پھل ہے۔ اب خیرپور میرکا ہی اور بیگن پی کا بادنجان ملک کے [illegible] کا مسئلہ ہو جائیگا۔ [illegible] بیگن تو [illegible] ہی تھا۔ [illegible] بھی کانفرنس کے لیے [illegible] کانفرنس کا [illegible] گیا تب بھی [illegible] شروع کیا۔

[illegible] کمیشن کے مقابلے میں [illegible] کی [illegible] نے [illegible]

غدار کیے۔ ہندو اخبار نویسوں کو وہ ان بے فروگذاشتوں کو جو عام کا لقب دے کے بجنسی کا دل دکھاتے ہوئے ہیں جب مسلمانوں نے مطالبات پیش کر دیے۔ ہندو مسلمان انجمنوں کا سر جان سائمن کو ایڈریس [illegible] بیچارے اتنا بھی نہیں سمجھے کہ آئے ہیں کے عام [illegible] کو اپوزیشن کو دھرتی نہیں [illegible] اور بود سمجھا جائیگا کس قدر [illegible] ہو گئے کہ تمام ملک کمیشن سے بیزار ہوا۔ ہندو بڑے پالیٹیشن اور تعصب کی عینک آنکھوں سے دور نہیں کرتے دوسری جگہ اپنی ایسی ہیں مسلمانوں کے بدنام کرنے کا فرض ادا ہو گیا۔ ان خبروں کی اشاعت سے مفت میں ان افراد کا پروپیگنڈا بھی ہوتا رہتا ہے جنہیں ہم کوئی نیابت کا حق نہیں سمجھتے۔

عمارہ ابن ولید قریش کی طرف سے سلطان حبش کے پاس بھیجے گئے۔ آدمی تھے نہایت خوبصورت نجاشی بادشاہ حبش کی زوجہ ان پر مائل ہو گئی۔ عمرو بن العاصی اور عمارہ سے عداوت تھی عمارہ نے اپنی آشنائی کا حال عمرو سے کہا عمرو نے چپکے سے نجاشی کو سارا حال کہہ سنایا نجاشی نے ثبوت طلب کیا۔ عمرو نے مشورہ دیا کہ اپنے لگانے کا خاص عطر بادشاہ بیگم کو عنایت کیجیے اگر عمارہ کی پوشاک میں اسی عطر کی بو آئے تب تو میں سچا ورنہ جھوٹ بولنے کی سزا دیجیے۔ یہی ہوا۔ میاں عمارہ دھرے گئے چوری کی خوشبو چھپانے کی بدبو آئی۔ سنتے ہیں کہ آل پارٹیز مسلم کانفرنس یوپی منعقدہ کانپور کا جلسہ ہمارے دوست مولانا حسرت موہانی کوئی خوبصورت آدمی نہیں ہیں پھر جو لکھے ذیل سے آپ عطر کی خوشبو آرہی ہے۔ ایسے جلسوں میں انکی شرکت؟ ہے کوئی عمرو ابن العاصی جو چغلی کھائے؟

التقاے ساکنین نحو میں جائز نہیں۔ مگر سیام سے خبر آئی ہے کہ نانگ جو اے نامی ایک سی سالہ عورت نے دوسری عورت نانگ [illegible] نام سے شادی کی۔ کیا کرتی بیچاری مقروض تھی شوہر نے چھوڑ دیا تھا۔ خیال رکھنے والے قبیلے نے بتایا کہ جس عورت کا شوہر موجود ہو وہ دوسرے مرد سے شادی نہیں کر سکتی مگر عورت سے عورت شادی کرے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ تم کسی جوان عورت سے شادی کر لو۔ مرد کو عورت [illegible] عورت کو مرد لانا آسان ہے عورت کو عورت [illegible]

نکاح پڑھ [illegible] حسینی [illegible] ایک گڑ دوں سے [illegible] کیا [illegible] سماجت کے اب ماں باپ راضی ہو گئے۔ لیجیے [illegible] بیاہ [illegible] بیویاں میاں بی بی کی طرح رہنے سہنے لگیں۔ خدا برا کرے منحوس قاتل کا جس نے [illegible] کی جان لے کے بی بی کو بیوہ کر دیا۔ معلوم نہیں کہ اس جوڑے کی یادگار کوئی بچہ بھی ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو بیچاری بیوہ کا زندہ [illegible] کس پر کٹے گا؟ [illegible] کی طرف سے [illegible] کا مارا جانا ہی ہے۔

ناگ پور کی ستیا گرہ میں شریک جو بی بیاں گرفتار ہوئی تھیں اب رہا ہوئی ہیں۔ شریمتی کو شکایت ہے کہ جیلخانے میں عورتوں سے بہ نسبت مردوں کے زیادہ کام لیا جاتا ہے۔ جو کام میں کچھ کوتاہی دیکھتے ہیں تو بیچاریوں کا سر دیوار سے ٹکرا دیتے ہیں۔ مردوں کو ساڑھے چار بجے شام کو چھٹی دیجاتی ہے تو عورتوں کو ساڑھے چھ بجے۔ مردوں کی خوراک زیادہ بہتر ہے عورتوں کو کم۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ [illegible] تعطیل کے دنوں میں [illegible] آرام نہیں ملتا۔ تمام شکایتیں بجا ہیں مگر آخری شکایت جیل ہی سے مخصوص نہیں۔ بعض تنگ الخیال شوہر بھی اسکی پروا نہیں کرتے حالانکہ تقریباً جملہ مذاہب بلکہ تمام اطبا بھی زنانہ کی تعطیل پر صاد کرتے ہیں۔ [illegible] جیل خانہ کا تو باوا آدم ہی نرالا ہے۔

ہندوستانی کالے صاحب لوگوں کو مژدہ ہو کہ ایک ڈاکٹر نے سیاہی پر سفیدی چڑھانے کا نسخہ معلوم کر لیا۔ پہلے اس نے کالی چوہیوں کو گورا بنا کے دکھایا! اب انسانوں پر تجربہ کر رہا ہے نتائج امید افزا ہیں عنقریب قیر اور شیر میں کوئی فرق نہ رہے گا۔ اندرونی سیاہی و سواد باطن [illegible] ہو یا نہ ہو۔ مگر شریفے کے بیج کی طرح [illegible] با شیر آلودہ در کش با قیر آمرزہ" اور صاحب لوگوں کے ہمرنگ ہو جانے کا [illegible] کے لیے بہت ہے۔ جلدی [illegible] صاحبو چلو۔ باپ دادا کے ترکے میں صرف رنگ باقی رہ گیا تھا اس کے دور کرنے کا وقت بھی آگیا۔